اردو میں حمد باری تعالیٰ کی روایت: آغاز سے نظیر اکبر آبادی تک

Tradition of Hamd e Baritaala in urdu poetry from beginning to Nazir Akbar Abadi

Dr. Ata ur Rehman Meo
Associate Professor, Department of Urdu, Lahore Garrison University:
dratta786@gmail.com

Hafiza Ayesha Saddiqa
PhD Scholar, Lahore college for Women University:
saddiqies90@gmail.com

ABSTRACT:

In Urdu poetry there is very comprehensive and clear tradition of Hamd e bari Taala. This universe and all its manifestation reflect the color of the creativity of The Creator. Everything in the universe, all time proclaims His glory. All poets, either from any era, tried to express the praise of Allah SWT in their own unique way. Through this article, an attempt has been made to give a brief review about the Hamdiya tradition from beginning of Urdu poetry to the era of Nazir Akbar abadi .

Keywords: *tradition, manifestation, creator, comprehensive, unique*

قرآن کا حمدیہ پیغام / اسلام میں اللہ کی تحمید اور تمجید / حکم:

پروردِ گار عالم نے قرآن مجید میں اپنی حمد کے بارے میں بڑے صریح اور واضح انداز میں بیان کیا ہے۔ کائنات کی ہر شے بڑی حکمت کے ساتھ تخلیق کی گئی ہے۔ جن وانس زور لگالیں ایک مکھی بھی نہیں بناسکتے۔ نہ کسی کو رزق دے سکتے ہیں۔ زندگی اور موت کا اختیار میرے (اللہ) کے تابع ہے۔ غنچے کو پھول کی شکل دینا اللہ کی قدرتِ کاملہ پر منحصر ہے۔ سمندر کی تہہ میں ہزاروں قسم کی مخلوق اللہ کی نعمتوں سے مستفید ہو رہی ہے۔ سب کے لیے رزق کا اہتمام ایک تواتر کے ساتھ موجود ہے۔ انواع واقسام کی آبی مخلوقات کی خوبصورتی انسانی دلوں، دماغوں اور آنکھوں کے لیے باعثِ مسرت بھی ہے اور طمانیت کا باعث بھی۔ خود رو پودے، پھول، اشجار، آبی معدنیات، غرض کس کس کا ذکر کیا جائے۔ قرطاس وقلم کم پڑ جائیں گے، پر اللہ کی مخلوقات / نعمتوں کا شمار نہ ہو گا۔ اسی لیے خود باری تعالی نے انسان کو ترغیب دی ہے کہ وہ میرا حکم بجالائے، میری حمد بیان کرے، کیوں کہ کائنات کی ہر شے یہاں

تک کہ ملائکہ بھی، سبھی اللہ کی حمد اور تسبیح پڑھتے ہیں۔ خود اللہ جل جلالہ نے آیت الکرسی، الحج:64، النمل:59، القصص:70، ھود:73، الروم:18، سورۃ لقمان:31 ۔27۔26، السجدہ:32۔4۔6، الزخرف: 43۔85۔82، الحدید:57-1۔5، الحشر:59-01، الجمعہ:62-1۔6، التغابن:64-01۔03۔06، الملک:67-1۔3، الرحمن: 55۔78 اور دیگر قرآن پاک کی سورتوں میں اللہ پاک نے اپنی حمد بیان کی ہے۔ جس کا واضح مفہوم یہی ہے کہ ہر لمحہ انسان اپنی بساط کے مطابق بلکہ بڑھ کر اللہ کی تسبیح و تہلیل، ذکر و اذکار کرے۔

اللہ کی حمد کا احاطہ ممکن نہیں:

رب کائنات کی حمد و ثنا بیان کرنا انسان کی فطرت میں شامل ہے اپنی اپنی بولیوں میں، زبانوں میں، اشاروں کنایوں میں، اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے، سوتے جاگتے، لکھتے پڑھتے، کام کاج کرتے، مشکل میں، آرام میں، سفر میں، حضر میں، کھاتے پیتے، ہر حال میں اللہ سبحانہ تعالیٰ کا ذکر ورد زبان ہوتا ہے۔ ایک جن وانس پر ہی کیا موقوف، کائنات کی ہر شے نباتات اور جمادات اللہ کی تسبیح بیان کر رہی ہے۔ جب اللہ تعالی کا ذکر ہو اور وجہ تخلیق کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر نہ ہو یہ کیسے ممکن ہے؟ خود خالق کائنات نے فرمادیا:

"و رفعنا لک ذکرک اور اونچا کیا ذکر تیرا"[1]

پس اللہ تعالی کے ذکر کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر لازم و ملزوم ہے۔ اللہ کی حمد و ثنا اور آپ ﷺ کی مدحت نگاری ایک مسلمان کے ایمان کا جزو ہے اس لیے اردو شعرا نے اپنی بساط بھر حمد و نعت نگاری کی کوشش کی ہے۔ یہ وہ بابرکت کاوش ہے کہ اگر انسان ساری زندگی بھر حمد و مدحت رسول ﷺ میں لگا رہے تو اللہ کی تعریف بیان کرنا ناممکن ہے۔ اسی طرح آپ ﷺ کے اوصافِ حمیدہ کا احاطہ بھی نہیں کیا جاسکتا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: "اللہ کا ہے، جو کچھ ہے آسمان و زمین میں۔ بے شک اللہ ہی ہے بے پرواسب خوبیوں سراہا اور اگر جتنے درخت ہیں زمین میں، قلم ہوں اور سمندر ہو اس کی سیاہی، اس کے پیچھے سات سمندر، نہ نبڑیں باتیں اللہ کی۔ بے شک اللہ زبردست ہے حکمتوں والا۔"[2]

---

[1] القرآن، انشراح 4:94

Al-qrān, inšrāḥ 4:94

[2] سورہ لقمن 31:26۔27

Swr Luqmān 31: 27-26

خالقِ کائنات نے اس ارض و سما میں بے شمار، ان گنت چیزیں تخلیق کی ہیں۔ انسان، حیوان، حشرات الارض ، بریّ مخلوق، بحری مخلوق، نوری و ناری مخلوق، نباتات، جمادات، ہوا، پانی، دھوپ، مٹی۔ اہم بات یہ ہے کہ کسی بھی شے کی تخلیق خالی از علّت نہیں۔ سب کی افادیت اپنی جگہ مسلّمہ ہے۔ اب تو سائنس بھی کائنات کے سربستہ رازوں سے بتدریج پردہ اٹھا رہی ہے۔ بے بہا نعمتیں جن کی کوئی گنتی نہیں۔ انسان کے بس سے باہر ہے کہ وہ ان کا شمار کر سکے اور اللہ کی نعمتوں کا شکر بجا لائے۔ ایک دو نعمتیں ہوں تو شاید ممکن ہو، لاتعداد اللہ تعالی کی نعائم کو کیسے سراہے؟ خود انسان اپنے پیکر ہستی پر ہیعور و فکر کر لے تو سارا جسم تو ایک طرف رہا، محض ایک عضو کا سجدہ دو گانہ بجالانا ممکن نہیں۔ یہ اس کا خاص کرم ہے کہ وہ ہمیں نواز رہا ہے۔ سورہ فاتحہ میں اللہ سبحانہ تعالیٰ خود کہہ رہا ہے:

"سب تعریف اللہ کو ہے۔ جو صاحب سارے جہان کا بہت مہربان نہایت رحم والا۔ مالک انصاف کے دن کا۔ تجھی کو ہم بندگی کریں اور تجھی سے ہم مدد چاہیں۔ چلا ہم کو راہ سیدھی۔ راہ ان لوگوں کی، جن پر تو نے فضل کیا۔ نہ وہ جن پر غصہ ہوا، اور نہ بہکنے والے۔"[3]

سورہ فاتحہ سات آیات، انتیس کلمات اور ایک صد تینتالیس حروف پر مشتمل ہے۔ یہ ساتوں آیات انسانی زندگی کا منشور ہیں۔ اگر ہم ساتآیات پر صدقِ دل سے عمل پیرا ہو جائیں تو اللہ تعالی کی خوشنودی کا سامان کر سکتے ہیں۔ اللہ کی بندگی کرتے ہوئے اسی کی ذات پر توکل کرنا، اسی سے سب کچھ ہونے کا یقین اور غیر سے کچھ نہ ہونے کا تیقن، ہماری زندگیوں کا دھارا بدل سکتا ہے۔

قرآن میں اللہ کی حمد بیان کرنے کا سلیقہ:

قرآن میں اللہ کے وحدہ لاشریک ہونے کا بارہا اعادہ کیا گیا ہے۔ اللہ نے اپنی قدرت کے مظاہر اور نشانیاں بتلا کر ہر شے پر اپنی حاکمیت جتلائی ہے۔ جس کا اظہار سورۃ الاخلاص میں واضح طور پر کیا گیا ہے۔

"تو کہہ، وہ اللہ ایک ہے۔ اللہ نرا دھار ہے، نہ کسی کو جنا، نہ کسی سے جنا، اور نہیں اس کے جوڑ کا کوئی۔"[4]

---

[3] سورہ فاتحہ: 1۔7

Swr Fātiḥ 1.

[4] سورہ الاخلاص 112:1۔4

Swr Alāḫlāṣ 112: 1.4

یہ سب کچھ جاننے کے بعد بھی اگر انسان اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراتا ہے تو یقیناً وہ اپنی جان پر ظلم کرتا ہے جس کے عوض روز حشر اسے دکھ بھرے شدید عذاب کا سامنا کرنا پڑے گا۔ جو نہ ختم ہونے والا عذاب ہے۔ اللہ اکیلا ہے، اس کے راج میں کوئی ساجھی نہیں، وہ ہر شے کا تن تنہا خالق و مالک ہے۔ اسی نے شہد کی مکھی کو پھولوں کا رس چوس کر شہد بنانا سکھایا۔ اسی نے کائنات کی ادنی مخلوق کے ذریعے اپنے عہد کے فرعون اور نمرود کا خاتمہ کرایا۔ اسی نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو کائنات کی ہر شے پر حکمرانی عطا کی۔ وہی ہماری سانسوں کا حساب رکھتا ہے۔ وہی ماں کے پیٹ میں بچے کو رزق فراہم کرنے کا اہتمام کرتا ہے۔ اسی کے فضل و کرم کے طفیل ہم صحت تندرستی اور سلامتی والی زندگی بسر کرتے ہیں۔ وہ ہر شے سے بے نیاز ہے۔ جسے نہ اونگھ آتی ہے اور نہ نیند، اسی کی کرسی آسمان وزمین پر حاوی ہے۔ ہر شے پر اس کا تصرف ہے، کوئی اس کے احاطہ خدائی سے نکل نہیں سکتا۔

ذیل میں قرآن میں اللہ کی حمد:

"اور اللہ کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے، اور اللہ کے ڈھب میں سب چیز۔" (النسا126:4)

"اور اللہ کو ہے سلطنت آسمان وزمین کی، اور جو دونوں کے بیچ ہے۔ اور اسی کی طرف رجوع ہے۔" (المائدہ18:5)

"تو کہہ آؤ میں سنادوں، جو حرام کیا ہے تم پر تمہارے رب نے، کہ شریک نہ کرو اس کے ساتھ کسی چیز کو۔" (الانعام151:6)

"تو کہہ میرے رب نے فرمائی ہے دین داری، اور سیدھے کرو اپنے منہ ہر نماز کے وقت اور پکارو اس کو، نرے اس کے حکمبردار ہو کر۔" (الاعراف29:7)

"سب تعریف اللہ کو ہے پر وہ بہت لوگ نہیں جانتے۔" (النحل75:16)

"کہہ، اللہ کو پکارو یا رحمن کو، جو کہہ کر پکاروگے، سو اسی کے ہیں سب نام خاصے اور تو نہ پکار اپنی نماز میں۔" (بنی اسرائیل110:17)

"اور اللہ کو ہے ہر چیز پر قدرت۔" (الکھف45:18)

"تو کہ، اگر دریا سیاہی ہو، کہ لکھے میرے رب کی باتیں، بے شک دریا نبڑ چکے، ابھی نہ نبڑیں میرے رب کی باتیں، اور اگر دوسرا بھی لاویں ہم ویسا ہی اس کی مدد کو۔" (الکھف109:18)

"تو کہ میں بھی ایک آدمی ہوں جیسے تم، حکم آتا ہے مجھ کو کہ تمہارا صاحب ایک صاحب ہے ۔ پھر جس کو امید ہو ملنے کی اپنے رب سے، سو کرے کچھ کام نیک اور ساجھانہ رکھے اپنے رب کی بندگی میں کسی کا۔" (الکھف 110:18)

"اسی کا ہے، جو کچھ ہے آسمان و زمین میں اور ان دونوں کے بیچ اور نیچے سیلی زمین کے۔" (طہ 6:20)

"اور اگر تو بات کہے پکار کر تو اس کو خبر ہے چھپے کی اور اس سے چھپے کی۔" (طہ 7:20)

"اللہ ہے جس کے سوا بندگی نہیں کسی کی، اس کے ہیں سب نام خاصے۔" (طہ 8:20)

قرآن مجید میں ہے:

ترجمہ: "ہم نے تابع کیے پہاڑ، اس کے ساتھ پاکی بولتے شام کو اور صبح کو اور اڑتے جانور جمع ہو کر سب تھے اس کے آگے رجوع رہتے۔" (ص 37:18-19)

ترجمہ: "اللہ کی پاکی بولتا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں، اور وہی ہے زبردست حکمت والا۔" (الحشر 1:59)(الصف 1:61)

"میں جو ہوں۔ میں اللہ ہوں، کسی کی بندگی نہیں سوا میرے، سو میری بندگی کر، اور نماز کھڑی رکھ کر میری یاد کو۔" (طہ 14:20)

"سو تو سہتارہ جو کہیں اور پڑھتا رہ خوبیاں اپنے رب کی، سورج نکلنے سے پہلے اور ڈوبنے سے پہلے اور کچھ گھڑیوں میں رات کی، پڑھا کر اور دن کی حدوں پر شاید تو راضی ہو گا۔" (طہ 130:20)

حفیظ تائب نے بڑے احسن انداز میں اللہ تعالی کی حمد مذکورہ صفات کے اجمالی محاسن پر رقم کیے ہیں، ملاحظہ ہوں:

جو اسم ذات ہویدا ہوا اک قرطاس — ہوا خیال منور، مہک گیا احساس
اسی کے فکر میں گم سم ہے کائنات وجود — اسی کے ذکر کی صورت ہے نغمہ انفاس
اسی کے اذن سے ہے کاروانِ زیست رواں — اسی کے حکم پہ غیب و شہود کی ہے اساس
اگر ہیں نعمتیں اس کی شمار سے باہر — تو حکمتیں بھی ہیں اس کی ورائے عقل و قیاس
ہے ارتباط عناصر اسی کی قدرت سے — اسی کے لطف سے قائم ہے اعتدال حواس
کیے خلا میں معلق ثوابت و سیّار — بغیر چوب کیا خیمہ فلک کو راس

بسا ہوا وہ رگ و پے میں کائنات کے ہے — کچھ اس طرح سے گلوں میں نہاں ہو جیسے باس
ہر اک مومن و منکر کا ہے وہ رزق رساں — ہر ایک بیکس و درماندہ کا ہے قدر شناس
بڑھائی اس نے زن و آدمی کی یوں توقیر — انہیں بنایا گیا ایک دوسرے کا لباس
مجھے شریک کرے کاش ایسے بندوں میں — جنہیں نہ خوف و خطر ہے کوئی نہ رنج و ہراس[5]

تو خالق ہے ہر شے کا یا حیُّ یا قیوّم — ہر پل تیرا رنگ نیا یا حیُّ یا قیوّم
تو اول بھی آخر بھی تو ظاہر تو باطن — سب میں رچ کر سب سے جدا یا حیُّ یا قیوّم
تو ہے نور ارض و سما یا قادر یا ہادی — نور اپنے سے راہ دکھا یا حیُّ یا قیوّم
تو قدوس ہے تو مومن ہے تو رحمن و رحیم — احسن تیرے سب اسما یا حیُّ یا قیوّم
تو نے فلک کو رفعت دی اور قائم کی میزان — تو ہی ملیک روز جزا یا حیُّ یا قیوّم[6]

اردو میں حمد نگاری کی روایت پر قرآنی اثرات:

اردو کے شعری سرمایے میں حمدیہ شاعری کو خاص مقام حاصل ہے۔ اردو شاعری کا باقاعدہ آغاز پندرہویں صدی کے اوائل سے ہوتا ہے، اب تک کی تحقیق کے مطابق-1421ء-1434ء کے درمیان مثنوی" کدم راؤ پدم راؤ " فخر الدین نظامی بیدری نے لکھی ہے۔جو اُردو کی پہلی شعری تصنیف ہے ، آغاز حمد سے ہوتا ہے۔ سورۃ الکہف آیت:109 سورۃ لقمان آیت 27:26 کو نظامی نے اپنے حمدیہ اشعار میں پیش کیا ہے۔

فخر الدین نظامیؔ بیدری نے اللہ کی حمد سے قصے کا آغاز کیا ہے۔ ان کی حمدیہ شاعری میں جگہ جگہ قرآنی آیات کو منظوم کیا گیا ہے۔

سپت سمند پانی جو مَس کر بھرن — قلم رک رک پان پتر کرن

---

[5] حفیظ تائب، کلیات حفیظ تائب، لاہور، حفیظ تائب فاؤنڈیشن، 2005ء، ص:41

Hāfyz Tāib, Kulyāt e Hāfyz Tāib, Lahore, Hāfyz Tāib Foundation , 2005, P:41

[6] ایضاً، ص:50

Ibid, Pg:50

جمارے لکھیں سب فرشتے کہ جے نہ پورن لکھن تدّتوحید تے[7]

"خدایا! ساتوں سمندر کی سیاہی اور سارے نباتات کے قلم بناڈالے جائیں اور تمام فرشتے تیری قدرت کاملہ کو تحریر میں لائیں تو بھی وہ توحید سے آگے بڑھ نہیں سکتے۔ اشارہ سورۃ "الکہف" کی طرف (آیت:109)

میراں جی کا انداز حمد دیکھیے:(م:1498)

تو قادر کا جب جگ سب کوں روزی دیوے
تو سبھوں کا دانا بینا سب جگ تجکو سیوے
سب کی چنتا تج کوں لاگی جیسے جیو جیون
سب کی جان سبحان تو نہیں دے جے جے جس کے من[8]

ان اشعار میں اللہ تعالی کی ربوبیت اور اس کی صفت رزاقی کا ذکر کیا ہے۔ "واللہ خیر الرازقین" کی تفسیر گویا ان اشعار میں پیش کر دی گئی ہے۔

شیخ بہاء الدین باجنؔ (م:1506)

نانہ جینا ناوہ جانا نانہ مائی باپ کھیلیا
نانہ کوئی گود چڑھایا باجنسبہانہ آپن پایا
پر گٹ ہوا پر کہیں نہ بیٹھا رہیا آپ گھایا[9]

---

[7] فخر دین نظامی، مثنوی کدم راؤ پدم راؤ، مرتبہ: ڈاکٹر جمیل جالبی، دہلی، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، 1979ء، ص:67

Fākhr din Nizāmi, Māsnāvi kdm rao pdm rao, Translator: Dr. Jāmil Jālbi, Dehli,Edcucational Publishing House, 1979, Pg: 67

[8] بحوالہ مولوی عبد الحق، "اردو کی ابتدائی نشو و نما میں صوفیائے کرام کا کام"، علی گڑھ، 1928ء، ص:47

Reference Molvi Abdul Ḥāq, Urdu ki ibbtadi Nāso Nama māy Sufi e Kirām ka kām, Ali Garh, 1928, Pg: 47

[9] بحوالہ ڈاکٹر سید یحییٰ نشیطؔ، اردو میں حمد و مناجات، کراچی، فضلی، سنز لمٹیڈ، 2000ء، ص:28

Reference Dr. Syed Yāhyā Naseet, Urdu māy Hāmd w Mājat, Karachi, fazli, Snz limited, 2000, Pg: 28

باجنؔ کے یہ اشعار "سورۃ الاخلاص" کا ترجمہ ہیں۔ جو قرآن حکیم یا اس کے اجزا کے تراجم میں سب سے قدیم اردو ترجمہ ہے۔

پندرہویں صدی عیسوی میں نظامی کے علاوہ صوفیائے کرام نے بھی وعظ و تلقین اور معرفتِ الٰہی کی تلقین کے لیے شاعری کو ذریعہ اظہار بنایا۔ اس کی دو بنیادی وجوہات نظر آتی ہیں۔

1۔ ا۔ شعر کے پیرائے میں دریا کو کوزے میں بند کیا جاسکتا ہے۔

ب۔ شعر میں پائی جانے والی موسیقیت اور غنائیت کانوں میں رس گھولتی ہے۔

ج۔ شعر کو ازبر کرنا آسان ہوتا ہے۔

د۔ اشعار کی شکل میں تحریر کی گئی باتیں زیادہ اثر انگیز ہوتی ہیں۔ یہ سینہ بہ سینہ سفر کرتی ہوئی ایک جہاں کو اپنے گرویدہ و مطیع بنالیتی ہیں۔

2۔ ہندو معاشرت میں موسیقی مذہب کا حصہ ہے۔ بھجن، اشلوک، دوہے، وغیرہ کے بغیر مذہبی رسومات کی تکمیل نہیں ہوتی ہے۔ اس لیے ان کی دلجوئی کے لیے بھی اشعار کی شکل میں رشد و ہدایت کی وجہ سامنے آتی ہے تاکہ وہ اللہ کی حمد کو گنگنا سکیں یا گا سکیں یوں ان کی تالیف قلوب کا اہتمام ممکن ہو سکے۔

صوفیائے کرام کی تعلیمات پر مبنی تصانیف و تالیفات زیادہ تر شعری اصناف پر مشتمل ہیں۔ اس دور کی ادبی تواریخ اور صوفیا کی لکھی ہوئی کتب سے ایک جامع تفصیل سامنے آتی ہے۔ جس کے مطالعہ سے حمدیہ ادب کا وسیع ذخیرہ ایک باوقار انداز میں اپنے وجود کا پتا دیتا ہے۔ اس میں کچھ کا مختصر تذکرہ یقیناً ایمان کی تازگی کا باعث ہوگا۔

نظامی کے علاوہ اس صدی میں شمس العشاق میرانجی (م904/1498) نے "خوش نعز، خوش نامہ، شہادت التحقیق، مغز مرغوب اور چہار شہادت" تصنیف کیں۔

سید اشرف بیابانی (م:1528) کی تصانیف "نوسرہار، لازم المبتدی، واحد باری، قصہ آخری الزماں، اصل کارنامہ "نوسرہار" ہے۔ جو 909ھ / 1503ء کی تصنیف ہے۔

جیو گام دھنی (م:1565) جواہر اسرار اللہ۔

برہان الدین جانم (م:1582): ارشاد نامہ، وصیت الہادی، بشارت الذکر، پنچ گنج، سکھ سہیلا، منفعت الایمان، حجت البقا، ارشاد الطالبین۔

خوب محمد چشتی(م 1614) کی "خوب ترنگ" ان سب کی تصانیف مذہب و تصوف کی تعلیمات پر مبنی ہیں۔ سبھی نے رشد وہدایت کے لیے اردو شاعری ہی کو ذریعہ بنایا۔ یہی ان کی مقبولیت کا راز تھا۔[10]

ملا وجہی نے حمد کے بیس اشعار میں اللہ تعالی کے سو نام گنوائے ہیں۔ جنہیں عرف عام میں "اسماء الحسنیٰ" کہا جاتا ہے۔ شاعر کی قادرالکلامی کا یہ ثبوت ہے کہ اس نے دریا کو کوزے میں بند کر دیا ہے۔ اس کی کاوش ملاحظہ ہو:

"توں اول توں آخر تو قادر اہے — توں مالک توں باطن توں ظاہر اہے
توں محصی توں مبدی توں واحد سچا — توں تواب توں رب توں ماجد سچا
توں باقی توں مقسم توں ہادی توں نور — توں وارث توں منعم توں بر توں صبور
توں ستار ہور توں سو جبار ہے — توں وہاب ہور توں سو قہار ہے
توں رزاق ہے ہور تو نہیں عظیم — توں فتاح ہے ہور تو نہیں علیم
توں قدوس ہے ہور تو نہیں سمیع — توں قیوم ہے ہور تو نہیں بدیع
توں رافع اہے ہور تو نہیں علی — تو جامع اہے ہور تو نہیں ولی
تُھیں ہے ملک ہور تو نہیں سلام — تُھیں ہے مُہیمن تو نہیں نیکنام
تُھیں ہے معز ہور تو نہیں بصیر — تُھیں ہے مذل اور تو نہیں خبیر
تُھیں حافظ ہے ہور تو نہیں حبیب — تُھیں حق اہے ہور تو نہیں منیب
تُھیں ہے خلیل ہور تو نہیں کریم — تُھیں ہے عزیز ہور تو نہیں حکیم
تُھیں ہے لطیف ہور تو نہیں غفور — تُھیں ہے حفیظ ہور تو نہیں شکور
تُھیں ہے حلیم ہور تو نہیں شدید — تُھیں ہے قوی ہور تو نہیں مجید
تُھیں حی ہور تو نہ ستار ہے — تُھیں محی ہور تو نہ غفار ہے
تُھیں واحد ہے ہور تو نہیں احد — تُھیں مقسط ہے ہور تو نہیں صمد
تُھیں ہے وکیل ہور تو نہیں شہید — تُھیں ہے معید ہور تو نہیں حمید
رؤف ہور رشید ہور مانع تُھیں — ودود ہور غنی ہور نافع تُھیں

---

[10] ایضاً، ص:26۔33 پر تفصیل دیکھی جاسکتی ہے۔

Ibid, Pg: 26

کبیر ہور واسع ہے سبحان توں کریم ہور رحیم ہور رحمان توں
ممیت ہور متیں مغنی ہور رضار توں مقدم موخر ھے کرتار توں"[11]

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں، جن کے متعلق خود اللہ نے فرمایا کہ اللہ کے نام بہت اچھے اور متبرک ہیں۔ انہیں ناموں کے ذریعے اللہ سے دعا مانگا کرو، پکارا کرو، بخاری شریف میں لکھا ہے جو کوئی اللہ کے نام یاد رکھے گا جنت میں داخل ہو گا۔ لوامع النجوم میں رقم ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ایک ہزار نام ایسے ہیں جنہیں اللہ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا اور ایک ہزار ایسے ہیں جو مسلمانوں کی زبان پر جاری ہیں۔[12]

ملا وجہی نے بڑی محنت، ریاضت اور عشق الٰہی میں ڈوب کر اللہ کے ناموں کو حمد کی صورت میں لکھا ہے جو خیر و برکت کا باعث ہیں۔

صوفیا کے عقیدے کے مطابق خدا احسن مطلق ہے۔ تمام کائنات اسی کے حسن کا پرتو ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انہیں کائنات میں ہر طرف خدا کے حسن کا جلوہ دکھائی دیتا ہے۔ ولی دکنی اس کا اظہار یوں کرتا ہے:

عیاں ہے ہر طرف عالم میں حسن بے حجاب اس کا بغیر از دیدہ حیراں نہیں جگ میں نقاب اس کا[13]

یقین کے مطابق:

کون کر سکتا ہے اس خلاق اکبر کی ثنا نار سا ہے شان میں جس کے پیمبر کی ثنا

حاتم:

کیا کہے قاصر زباں توحید و حمد کبریا جن نے کن کہنے میں سب ارض و سما پیدا کیا۔[14]

---

[11] ملا وجہی، قطب مشتری، مرتبہ: ڈاکٹر مولوی عبدالحق، نئی دہلی، انجمن ترقی اردو ہند، 1939ء، ص:1۔2

Mullā Wājhi, Qutāb Mustri, Translator: Dr. Molvi Abdul Hāq, New Dehli, Anjman Tarqi Urdu Hind, 1939, Pg: 1.2

[12] ایضاً، ص:5

Ibid, Pg: 5

[13] مولانا انظر شاہ کشمیری، اسماء حسنی کی برکات، دیوبند، انڈیا، 1968ء، ص:13

Molana Ānzr Shāh Kāshmeri, Āsmā Husnā ki Bārkāt, India, 1968, Pg: 13

[14] ولی دکنی، کلیات ولی، مرتبہ: نور الحسن ہاشمی، دہلی، انجمن ترقی اردو ہند، 1945ء، ص:17

Wāli Dākni, Kulyāt e Wāli, Translator: Noor ul Hāsān Hāshmi, Dehli, Anjman e Tarqi Urdu Hind, 1945, Pg: 17

سودا:

مقدور نہیں اس کی تجلی کے بیاں کا　　جوں شمع سراپا ہوا گر صرف زبان کا
پردے کو تعین کے درِ دل سے اُٹھا دے　　کھلتا ہے ابھی پل میں طلسمات جہاں کا[15]

خواجہ میر درد:

مقدور ہمیں کب ترے وصفوں کے رقم کا　　حقا کہ خداوند ہے تو لوح و قلم کا
اس مسند عزت پہ کہ تو جلوہ نما ہے　　کیا تاب گزر ہووے تعقل کے قدم کا
ہے خوف اگر جی میں تو ہے تیرے غضب سے　　اور دل میں بھروسا ہے تو ہے تیرے کرم کا[16]

اللہ تعالی کی ذات محیط مطلق کائنات ہے۔ ذرے ذرے میں اس کا ظہور ہے اور آفتاب و ماہتاب میں بھی اس کا نور جلوہ گر ہے۔ درد کہتے ہیں:

جگ میں آکر ادھر ادھر دیکھا　　تو ہی آیا نظر جدھر دیکھا[17]
تجھی کو جو یاں جلوہ فرمانہ دیکھا　　برابر ہے دنیا کو دیکھا نہ دیکھا[18]

میر تقی میر:

آیات حق ہیں سارے یہ ذرات کائنات　　انکار تجھ کو ہووے سو اقرار کیوں نہ ہو[19]

---

[15] حاتم، شیخ ظہور الدین، انتخاب حاتم، دیوان قدیم، مرتبہ: ڈاکٹر عبد الحق، دہلی، 1977ء، ص: 231

Hātim, Sheikh Zāhor Aldin, Intākāb e Hātim, Dewān e Qādem, Translator: Dr. Abdul Hāq, Dehli, 1977, Pg: 231

[16] سوداؔ، محمد رفیع، مرتبہ: رشید حسن خاں، انتخاب سودا، دہلی، مکتبہ جامعہ، 1972ء، ص: 247

Sodā, Muhāmmād Rāfi, TranslatorL Rāsheed Hāsān khan, Intākāb e Sodā, Dehli, Jamia Maktab, 1972, Pg: 247

[17] خواجہ میر دردؔ، دیوان دردؔ، مرتبہ: ڈاکٹر نسیم احمد، نئی دہلی، مکتبہ جامعہ، 2003ء، ص: 131

Khwājā Mir Dārd, Dewān e Dārd, Translator: Dr. Nāsim Ahmād, New Dehli, Jamia Maktāb, 2003, Pg: 131

[18] ایضاً، ص: 199

Ibid, Pg: 199

[19] ایضاً، ص: 127

اشجار ہو ویں خامہ و آب سیہ بحار لکھنا نہ تو بھی ہو سکے اس کی صفات کا[20]

مذکورہ شعرا نے اللہ کی صفات کو قرآن مجید کی تعلیمات کی روشنی میں مقدور بھر نظم کیا ہے۔ خلاقِ اکبر، توحید و حمد کبریا، ارض و سما، شمع سراپا، لوح و قلم، مسند عزت، آیاتِ حق، کے وسیع مطالعہ پر دال ہے۔ علم ہوں یا غیر مسلم اس ہستی وحدہ لاشریک کے سامنے سب کا سر کر دیتے ہیں تو اسی کے حضور گڑ گڑا کر معافی اور نجات کے خواہاں ہوتے ہیں۔ سورہ لقمان میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کا احاطہ ممکن نہیں۔ میرؔ نے بھی اپنی اسی بشری کمزوری کا ذکر کیا کہ انسان کمزور و ناتواں ہے۔ وہ ساری عمر پوری توانائی کے ساتھ بھی اللہ کی حمد لکھتا رہے تو اللہ صفات رقم نہیں کر سکتا۔

حمد باری تعالیٰ پر لکھے گئے کچھ اور اشعار دیکھیے۔ نجم الغنی رامپوری اور مفتی محمد غلام سروری ان کے خالق ہیں:

الٰہی تو ہے خسرو خسرواں دو عالم میں تیرا سکہ رواں
ازل سے ابد تک ہے شاہی تیری دوامی ہے عالم پناہی تری[21]

زبان پر ذکر حمد ایزدای ہر دم رواں رکھنا فقط یاد الٰہی سے غرض اے میری جان رکھنا
برائے نام بھی اپنا نہ کچھ باقی نشاں رکھنا نہ تن رکھنا نہ دل رکھنا نہ جی رکھنا نہ جاں رکھنا
حاضر و ناظر ہے وہ خلاق اکبر روز و شب ہر گھڑی ہر وقت ہر دم ہر زمان ہر روز و شب
مثل جاں جز و بدن ہے ہر گھڑی وہ جانِ جاں مشکل دل ہے در بغل سب کے وہ وہ دلبر روز و شب
چہرہ دکھلاتا ہے وہ ہر طالب دیدار کو چاند بن کر اور کبھی خورشید بن کر روز و شب
ہے چاروں طرف جلوہ گر اس کی صورت ادھر اس کی صورت ادھر اس کی صورت
ہے شام اس کی صورت سحر اس کی صورت یہ دونوں ہیں شمس و قمر اس کی صورت[22]

Ibid, Pg: 127

[20] میر تقی میر، کلیاتِ میر، مرتبہ: مولانا عبد الباری آسی، لکھنؤ، نولکشور، 1941ء، ص:131

Mir Tāqi Mir, Kulyāt e Mir, Translator: Molāna Abdul Bāri Asi, Lakhno, No lākshor, 1941, Pg: 131

[21] ایضاً، ص:257

Ibid, Pg: 257

[22] حکیم محمد نجم الغنی، نجمی رامپوری، اخبار الصنادید، جلد اول، لکھنؤ، نولکشور، 1918ء، ص:01

نجم الغنی رامپوری مورخ، محقق، نقاد اور بہترین تخلیق کار تھے۔ بحر الفصاحت ان کا اہم کارنامہ ہے۔ کوئی بھی انھیں اور ان کی تحریروں کو نظر انداز نہیں کر سکتا۔ چھوٹی اور مترنم بحر میں ان کی لکھی گئی حمدیں پڑھنے والے پر وجد کی کیفیت طاری کر دیتی ہے۔ اس طرح مفتی محمد غلام سروری کا اپنا انداز تخلیق ہے۔ انھیں کا دیوان "حمد ایزدی" اردو میں اولین مجموعہ حمد کہلاتا ہے۔ دوسرا مجموعہ حمد مضطر خیر آبادی کا "نذر حدا" ہے۔ اس کے بعد امتہ اللہ تسنیم کا "باب کرم" ہے۔ ان سے پہلے حمدیہ کلام تو دستیاب ہے لیکن مجموعہ حمد نظر نہیں آتا۔ یہ کہنے میں کوئی باک نہیں حمدیہ کلام میں معیار وبلاغت کا حسن موجود ہے۔ نظیر اکبر آبادی بھی میر وسودا کے عہد کے عوامی شاعری ہیں۔ ان کے ہاں الفاظ وبیان کا جو تنوع اور ندرت ہے وہ کسی اور کے ہاں دکھائی نہیں دیتا۔ بھگت کبیر داس کے ہاں اسی طرح کی جھلک دیکھنے کو ملتی ہے۔

نظیر اکبر آبادی کی حمد نگاری کی انفرادیت یہ ہے کہ اس نے عوامی جذبات کی ترجمانی کی ہے۔ وہی زبان برتی ہے جو بازاروں میں، میلوں ٹھیلوں میں، گلی محلوں میں بولی جاتی تھی۔ "نظیر محرابِ عبادت میں" اللہ تعالیٰ کے جو نام برتے ہیں، ملاحظہ ہوں:

الٰہی، فیاض، کریم، غفار، رحیم، مقدس، معلے، منزہ، عظیم، کردگار

"اے برتر از خیال وقیاس وگمانِ ما" میں نظیر نے اللہ تعالیٰ کے لیے جو نام رقم کیے ان کی تفصیل یہ ہے:

رب، خالقِ ارض وسما، حاکمِ قدرت نما، ذوالعلا، قادروسبحان، رحمان، رزاق، منان، رب العالمین، خیرالراحمین

نظم "ہو اللہ الخالق الباری المصور لہ الاسماء الحسنیٰ"

قرآن پاک میں فرمان ربی کی عملی تفسیر ہے۔ جس کا ترجمہ ہے:

"اس کو ستھرائی بولتے ہیں آسمان ساتوں، اور زمین اور جو کوئی ان میں ہے اور کوئی چیز نہیں جو نہیں پڑھتی خوبیاں اس کی لیکن تم نہیں سمجھتے اُن کا پڑھنا، بے شک وہ ہے تحمل والا بخشا۔"[23]

Hākim Muhāmmād Nājām Al-Gāni, Nājmi Rāmpuri, Akhbar ul Sānādeed, Vol:1, Lakhno, No lākshor, 1918, Pg: 1

[23] مفتی محمد غلام سرور لاہور، دیوان حمد ایزدی، لکھنؤ، 1327ھ، ص:3۔6۔8

Mufti Muhāmmād Ghulām Sārwār Lahori, Dewan e Hāmd Azydi, Lākhno, 1327, Pg:3.6.8

نظیر لکھتے ہیں:

اس ارض وسما کے عرصے میں یہ جتناکچھم کھچا ہے، یہ ٹھاٹھ تجھی نے باندھا ہے، یہ رنگ تجھی نے رچّا ہے حیوان، پکھیرو، نرناری، کیابوڑھابالک بچاہے کیادانا، بینا، ہوش بھرا، کیابھولا، ناداں، کچاہے

کل عالم تیری یاد کرے توصاحب سب کا سچا ہے ۔[24]

مختلف مسالک میں اللہ کانام:

خالق باری، رب مولا، رحمان، رحیم، اللہ ،صاحب، الک روپ، کرتار، نرکال، نرنجن، رام رام، شیوشیو، داناد نیت، دیوائل، راچھس، دیوت، جن، پری، مالی، رکھوالی۔

کائنات کے کردار جو اللہ کی حمد کرتے ہیں:

دریاوسمندر، جھیل، نہر، ندی، نالے، ڈبرے، جوہر، سیپی، گھونگے، پکھیرو، کوڑی، موتی، گھڑیال، ناکے سوس، جونکیں، بھینس، گومیں، جھینگے، حیواں، مرغابی، بطخ، بیل، انبر، لاچی، پروی بہنور، کچھ، کچھ، جی جنتر، پھلواری، باڑی، باغ چمن، برچھ پھلی، ہیپڑبلی، چوٹی، جڑ، پھل، کونپل، ٹہنی، پتا، کلی کلی۔

انسانوں کے نام اور پیشے:

ہشیار، دانا، مست، سٹرا، غیار نظر، ناقص، کاملی، سردار، غریب، ادنیٰ، اعلیٰ، زیرک، سیانا، نادان، غافل، رم ال، نجومی، گھڑیالی، ملا، بمھن، پنڈت، عاقل، بید، مہندس، ابجد داں، عالم، فاضل، جاہل، بوڑھا، بالک، بچا، دانا بینا، ہوش بھرا، بھولا، ناداں، کچا، نر، ناری۔

سیّار، ثوابت، لوحو قلم، جنات، عدن، فردوس، فلک، خورشید، مہتاب، اسد، سرطان، رضواں، غلماں، جنت، عرشبریں، حوروملک، آثار، طبائع، قوس وجدی، میزان، دشت، بیاباں، وادی، میداں، صحرا، جنگل، ویرانہ، پربت، جھاڑ، شجر، بوٹی، جھاڑی، پیڑ، جیل، پیلو، پاکھر، نرما، سینبھل، کچنار، سنبھالو، پڑ، پیپل، ابر، ہوا، برق، گھٹا، دل، بادل، جل، تھل رابیل، نگیر، مولسری، مدمالت، بیلا، سمن، دوپہری، گیندا، گل لالہ، نافرماں، بان، مدن، جائی، جوئی، شبو، نرگس، سنگار، چنبیلی، سیم بدن، پھول، گلابی، گل ضرہ، ڈیلا، بانسہ، سکھ درسن۔

---

[24] القرآن۔بنی اسرائیل:17

Al-qrān, Bāni Isrāil, 17

انگور، سنگترہ، نارنگی، برسیو سدا پھل ہیتا پھل، نارنج، جھنبیلی، کولے، کٹھے میٹھے، کمرکھ، گلگل، آنب، املی، جامن، ملکری، بادام، جھہارے، جا پھل، گولر، کٹھے مولسری، شفتالو، کٹھل، بڑھل۔

گڑھ، پنکھ، کلنگ، بارکوئی، سارس، بگلا، کویل، تیتر، سرخاب، ترمتی، زاغ وزغن، سیمرغ، مور، سفر، بہری، لگھڑ، طوطا، مینا، ہدہد، شکرے، باشے، بٹیر، بلبل، قمری، لعل، مکھی، بھنگا، مچھر۔

کچ، گینڈا، ارناشیر، پلنگا، آہو، ہرنی، روبہ، گیدڑ، سیپی، نیولا، سانڈا، بچھو، افعی، چیتل، چتی، اژدر، کچ کوہی، پاڑا، گرگ، چرغ گرگٹ، چلپاسہ، موش، جل مانس، بن مانس، ہاتھی، گھوڑا، پیل، شتر۔

ابدال، قطب، غوث، ولی، گیانی، دھیانی، نارومن، جوگی، جنگم، گرو، چیلا، شاہ نظیر، راجا، مفلس، کنگال، گدا۔[25]

اللہ تعالیٰ نے جن وانس کے علاوہ جتنی مخلوقات پیدا کی ہیں، نظیر اکبر آبادی نے اپنے حمدیہ اشعار میں اس کی کچھ جھلک پیش کی ہے، جس سے اللہ کی مخلوقات کے بارے میں ان کے وسیع مطالعہ اور مشاہدے کا خوبصورت پہلو سامنے آتا ہے۔ اسماء الحسنیٰ کے علاوہ بحر و بر پھلوں، پھولوں، معدنیات، چرند پرند، انسانوں کے پیشوں، جنگلوں، پہاڑوں، جڑی بوٹیوں، ہواؤں، گھٹاؤں، برساتوں کے متنوع ناموں کی تفصیل ان کی حمدیہ نظموں میں ملتی ہے، جن کی مدد سے ایک جامع فرہنگ تیار کی جاسکتی ہے بلکہ اسے انسائیکلوپیڈیا بنایا جاسکتا ہے۔ نظیر کا یہ حمدیہ اسلوب دوسرے شعرا کے لئے رہنما بن سکتا ہے۔ نظیر کی زبان و بیان، لفظوں پر قدرت مشاہدے کی بے پناہ وسعت ہے، ان کا ایسا جوہر ہے کہ ان کے ناقدین بھی اعتراف کیے بنا نہ رہ سکے۔ اسی ضمن میں شمیم حنفی لکھتے ہیں:

"نظیر کے چاروں طرف جس دنیا کے تماشے پھیلے ہوئے تھے وہی تماشے ان کے اندر بھی بسے ہوئے تھے۔ بہ ظاہر جو تن کی دنیا تھی وہی من کی دنیا تھی۔ گویا کہ ایک بھری پری کائنات ان کے باطن میں بھی سانس لیتی تھی، سجی سنوری بستی کی جگہ اسے ایک جنگل سمجھنا چاہئے، جس میں بھانت بھانت کی مخلوق آباد تھی۔ آدمی، جانور، چرند پرند، کیڑے مکوڑے، طرح طرح کے مظاہر اور قسم قسم کی چیزیں مشاہدے کی ایسی بے

---

[25] نظیر اکبر آبادی، کلیاتِ نظیر، مرتبہ: ڈاکٹر علی محمد خاں، لاہور، الفیصل ناشران، 2010ء، ص:526

Nāzir Akber Abādi, Kulyāt e Nāzir, Translator: Dr. Ali Muhāmmād khan, Lahore, Al Fāisal Nasran, 2010, Pg: 526

تحاشا وسعت، وجدان میں ایسی غیر معمولی لچک اور اخلاقی مساوات کا ایسا چوکھا رنگ ہمیں نظیر سے پہلے اپنی پوری شعری روایت میں کہیں دکھائی نہیں دیتا۔"[26]

تنوع اور کائنات کی رنگارنگی کے عمدہ نمونے آج بھی نظیر کے کلام کو دوسروں سے ممتاز کرتے ہیں، زندگی کی ساری ہمہ ہمی اور تفصیل، ان کی شاعری میں جلوہ گر ہے۔ نظیر نے زندگی کو جس روپ میں بھی دیکھا بغیر کسی چوں چرا، حیل و حجت، کراہت کے انتہائی سادگی و صفائی کے ساتھ اصل روپ میں پیش کر دیا۔ کائنات میں پھیلے ہوئے کرشمے ایک صاحب بصیرت اور مصور کے مرقعوں کی شکل میں ان کی شاعری کو دوام بخشے ہوئے ہیں۔ رشید حسن خان لکھتے ہیں:

"ایسی آزادہ منشی، ایسی قلندرانہ روش، ایسی بے تعصبی، ایسی انسان دوستی اور مادی حقائق کا ایسا دوٹوک بیان، اس عہد میں تو کیا ملتا اس زمانے میں کمیاب ہے۔ مناسب لفظوں کے انتخاب کا جیسا سلیقہ نظیر کو حاصل تھا، وہ کم دیکھنے میں آتا ہے اور لفظوں کی ترتیب سے موسیقی کی جھنکاریں پیدا کرنے میں تو ان کے حریف کم تر ملیں گے۔ ان کی متعدد نظموں کے شعر اور بند بولتے ہوئے ہی نہیں، بجتے ہوئے ہی معلوم ہوتے ہیں۔"[27]

نظیر بے ضرر انسان تھے، مخلوق خدا سے پیار تھا، تعصب ان کے قریب سے بھی نہ گزرا تھا، ان کے کلام کا بنیادی مقصد اللہ کے بندوں میں محبتیں بانٹنا تھا۔ زندگی کی مشکلات کو کم کرنا تھا، دوسرا مقصد بھائی چارے اور مل بیٹھنے کی عادت کو فروغ دینا تھا، انہوں نے بلا تعصب ہر مسلک کے رشتہ الفت نبھایا، ان کی خوبیوں کے بارے میں سید یحیٰ نشیط لکھتے ہیں:

"نظیر کے یہاں مذہبی رجحان کو ڈھونڈتے وقت نیاز فتحپوری کے اس خیال سے ہمیں متفق ہونا پڑتا ہے کہ نظیر کے ہاں کبیر کے اخلاق و خسرو کے ذہن کا دلکش امتزاج پایا جاتا ہے۔ ان دونوں کا مقصد عوام سے قرب حاصل کر کے مذہب کی اصل روح سے انہیں روشناس کرانا تھا۔ نظیر نے بھی ٹھیک یہی کام کیا اور اپنی شاعری میں مذہبی عناصر ملا کر عوام الناس اور خواص کے اخلاق سنوارنے میں اہم رول ادا کیا۔

---

[26] ایضاً، ص:527

Ibid, Pg: 527

[27] نظیر اکبر آبادی (ایک منفرد شاعر)۔ مرتبہ: پروفیسر صدیق الرحمن قدوائی، دہلی، غالب انسٹی ٹیوٹ، 2010ء، ص:10

Nāzir Akber Abādi, Translator: Prof. Saddique Al Rehmān Qudwai, Dehli, Galib Institute, 2010, Pg: 10

"خدا کی ذات ہے وہ ذوالجلال والاکرام۔۔۔ کہ جس سے ہوتے ہیں پرورد ہ سب خواص وعام
اوسی نے ارض وسٰموات کو دیا ہے نظام۔۔۔ اوسی کی ذات کو ہے دائما ثبات وقیام قدیر وحی
وکریم ومہیمن ومنعام۔"[28]

نظیر بنیادی طور پر صوفی تھے۔ وہ عوام الناس کی نبض پہچانتے تھے۔ وہ لوگوں کے چہرے پڑھ کر اور دلوں میں جھانک کر ان کی پریشانیوں کا علاج کرتے تھے۔ وہ جانتے تھے کہ مغل حکمرانوں کے زوال اور بدیسی قابضین نے ہندوستان کی لوٹ کھسوٹ کر کے لوگوں کو معاشی بدحالی سے دوچار کر دیا ہے۔ مغلیہ سلطنت میں اتنا دم خم نہ رہا تھا کہ وہ یورپین اقوام کی جارحانہ پیش قدمی کے سامنے بند باندھ سکیں۔ حکمرانوں کے آپسی مناقشات نے عوام کا قافیہ تنگ کر رکھا تھا۔ لوگ دلی سکون کے متلاشی تھے۔ وہ روز مرہ کی تکالیف اور پریشانیوں سے نجات چاہتے تھے۔ امن ،سکون، چین اللہ کے ذکر اور اس کی یاد میں پنہاں ہے۔ صوفیاء کرام نے عوام کے دکھوں کا مداوا کرنے کے لئے مترنم بحروں میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی حمد و ثناء اور مناجات کہیں ،ان کے مریدین نے ان کے ملفوظات کو محفوظ کیا۔ یہ مخطوطات، مسودات، رسائل، نقل در نقل ہو کر ہندوستان کے دور دراز علاقوں تک پہنچے اور پریشان حال لوگوں نے انہیں پڑھ کر، گنگنا کر، حمدیہ کلام گا کر مصائب و آلام سے چھٹکارا پایا اور یک گونہ طمانیت کا سانس لیا کیونکہ اللہ کا حمدیہ کلام اور اسماء الحسنیٰ کا ورد دلوں کے اطمینان کا باعث ہے۔ فرمان باری تعالیٰ بھی یہی ہے کہ: "اللہ کے ذکر میں ہی دلوں کا چین ہے" سو اردو کی قدیم حمدیہ شاعری انہیں خطوط پر استوار ہے۔ سبھی شعرا نے اپنی بساط بھر اللہ کی حمد بیان کرنے میں ہنر وسلیقہ برتا ہے۔ جو شعری وفنی محاسن کی اعلیٰ روایات سے مزین ہے۔

ڈاکٹر ابوالخیر کشفی لکھتے ہیں:

"اردو کی قدیم حمدیہ شاعری میں عام شاعری سے کہیں زیادہ وسعت اور شاعرانہ محاسن ہیں۔ ہندی عناصر اور الفاظ کے ساتھ عربیت بھی ہے مگر یہ عربیت اردو کا رنگ اور آہنگ رکھتی ہے۔ اس اولین دور ہی سے شاعروں نے حمد کے سلسلے میں اسمائے حسنیٰ کی اہمیت کو سمجھ لیا ہے۔ دراصل یہ اسمائے حسنیٰ تصور الٰہ کو ہماری زندگی اور مسائل

---

[28] انتخاب نظیر اکبر آبادی، تصحیح وترتیب، رشید حسن خاں، دہلی، مکتبہ جامعہ، 1997ء، ص:8

Intākhab Nāzir Akbār Abādi, Tāshi w Tārteb: Rāsheed Hāsān khan, Dehli, Jamia Maktba, 1997, Pg:8

سے پیوست کر دیتے ہیں۔ بات اسلوب اور لغت تک محدود نہیں رہی بلکہ مضامین میں بھی قرآن کی جھلکیاں ملتی ہیں اور یوں صبغۃ اللہ کا رنگ ان اشعار میں ہمارے ذہن اور دل کے لئے نور بن جاتا ہے۔"[29]

اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے، اسی کے نور سے کائنات کی ہر شے روشن ہے۔ اسی کے نور سے انسانی دل راہ پاتا ہے اور جس کا دل اللہ کے نور سے منور ہو جائے وہ اللہ کے خاص بندوں میں شامل ہو جاتا ہے۔ صوفیا کرام کی زندگیوں کا مطالعہ بتاتا ہے کہ انہوں نے فنافی الرسول اور فنافی اللہ ہو کر یہ بلند رتبہ پایا کہ دنیا سے جانے کے بعد بھی ان کے مزارات مرجع خلائق ہیں۔ ان کی تعلیمات قرآن و سنت کی عملی تفسیر ہیں، انہوں نے اپنی ذات کو اللہ کے رنگ میں رنگ لیا اور اللہ نے دین و دنیا میں ان کا شہرہ بلند کر دیا۔ ان کا کہا ہوا حمدیہ کلام آج بھی ہمارے لئے قابل تقلید اور ہدایت کا ذریعہ ہے۔

نتائج:

اللہ رب العزت کی محبت ہمارے رگ وپے میں سرایت کئے ہوئے ہے وہ ہماری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔ کائنات کی ہر شے اسی کی تسبیح پڑھتی ہے، کائنات کی سب سے بہتر تخلیق انسان ہے، جسے خود خالق کائنات نے تعلیم دی۔ اپنے اسما سکھائے اسے اشرف المخلوقات بنایا۔ خلیفۃ الارض کے عہدے پر سرفراز فرمایا۔ یہی وجہ ہے کہ انسان تخلیقی اظہار قدرت رکھتا ہے اور اللہ کی حمد بیان کرنے کی صلاحیت سے مالا مال ہے۔ اردو ادب کی تاریخ کا مطالعہ یہ بتاتا ہے کہ گیارہویں صدی عیسوی سے آج تک سبھی شعرا نے مقدور بھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی حمد بیان کی ہے ۔ یہ حمدیہ کلام پند و نصائح سے عبارت ہے۔ جو پڑھنے اور سننے والے پر وجد طاری کر دیتا ہے اس حمدیہ کلام کی تاثیر اس کی زندگی بدل دیتی ہے اور وہ صراط مستقیم پر گامزن ہو جاتا ہے۔ صوفیائے کرام نے حمدیہ کلام پیش کر کے اہل ہند کو مشرف بہ اسلام کیا۔ خواجہ معین الدین چشتی اجمیری، نظام الدین اولیاء، بختیار کاکی، میرانجی، برہان الدین جانم، شیخ باجن، خوب محمد چشتی، امیر خسرو، بابا فرید شکر گنج، بہاالدین زکریا ملتانی، بابا بلھے شاہ، وارث شاہ، ایسے صوفی شعراء نے عوام کے مزاج کو سمجھتے ہوئے ہند میں مروج بولیوں اور زبان میں پیغام ربانی سنایا اور لوگوں کے دلوں کو گرمایا ۔ نتیجتا یہاں توحید کے نغمے گونجنے لگے ملا وجہی، نصرتی، سراج الدین اورنگ آبادی، شیخ ظہور الدین حاتم، ولی

---

[29] اردو میں حمد و مناجات، ص:71

Urdu māy Hāmd w Mājat, Pg: 71

دکنی،یقین،سعادت یار خاں رنگین ،آرزو،آبرو،میر تقی میر،سودا،خواجہ میر درد،مرزا مظہر جانجاناں ، مصحفی، آتش،نسخ نظیر اکبر آبادی،ذوق،حالی، ان سبھی شعرا نے اللہ کی حمد بیان کرنا اپنا وتیرہ بنایا۔جس سے نئ اصطلاحات سامنے آئیں،ذخیرہ الفاظ میں اضافہ ہوا نئے مرکبات ،روز مرہ حمدیہ اشعار کی بدولت اردو زبان کا حصہ بنے۔جس سے اسلام فہمی اور اللہ کے کلام اور احکام سمجھنے میں آسانی پیدا ہوئی۔آسان فہم اشعار زبان زد عام ہو گئے اور لوگ اللہ کے حمدیہ کلام کو گلیوں بازاروں میں گانے لگے۔جس سے ہندووانہ عقائد اور بھجن کی بجائے لوگوں کی اسلامی تعلیمات میں دلچسپی بڑھتی گئی۔